

سُررِ کائناتِ کا آخری حج

خ۔ سعید

مدینہ منورہ میں حضرت جابرؓ آخر صحابی تھے۔ آپؓ کی وفات کے بعد پھر مدینہ میں کوئی صحابی نہ رہا تھا۔ جب آپؓ کافی بڑھے ہو گئے اور نوے سال سے بھی زیادہ آپؓ کی عمر ہو گئی تھی، آنکھیں جاتی رہی تھیں، اس وقت کا واقعہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے پوتے محمد بن علیؓ یعنی امام باقرؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! حضرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج واداع کا مفصل حال سنائیے۔ حضرت جابرؓ نے ہاتھ کے اشارے سے ہاتھ گنتی کر کے فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے آکر رہے تو ۹ سال تک آپؓ نے کوئی حج نہیں کیا، پھر ہجرت کے دسویں سال آپؓ نے عام اعلان کرایا کہ اس سال آپؓ حج کے لئے تشریف لے جائیں گے۔ یہ اطلاع پاتے ہی بہت بڑی تعداد میں لوگ مدینے آکر حج ہونے لگے۔ ہر ایک کی آرزو تھی کہ وہ اس مبارک سفر میں آپؓ کے ہمراہ جائے اور آپؓ کی پیروی کرے اور وہی کچھ کرے جو آپؓ کو کرتے دیکھے۔

آخر کار مدینے سے روانہ ہونے کا وقت آیا اور یہ پورا قافلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینے سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچا اور اس دن قافلے نے اسی مقام پر قیام کیا۔

یہاں ایک خاص واقعہ پیش آیا کہ قافلے کی ایک خاتون اسماء بنت عمیس (یعنی یحییٰ ابو بکر صدیقؓ)

طہ مورخ العسطلانی کہتے ہیں کہ اس دوپہر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے سوئے کہ روانہ ہوئے تھے ۹ ہزار سے ایک لاکھ تیرہ ہزار تک اشرف آپؓ کے ہمسفر تھے۔

طہ مدینہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک مقام جہاں سے اہل مدینہ احرام باندھتے ہیں۔

کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی (جس کا نام محمد رکھا گیا) اسماء بنت عیس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر لیا کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا اسی حالت میں احرام کے لئے غسل کرو اور اس حالت میں جس طرح خواتین لنگوٹ باندھتی ہیں، تم بھی لنگوٹ باندھو رہو اور احرام باندھ لو۔ پھر نبی صلعم نے احرام کے لئے غسل فرمایا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ہاتھ سے حضورؐ کو عطر ملا۔ آپ نے احرام باندھا اور نماز پڑھی، پھر آپ اپنی قصوار اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی آپ کو لے کر قریب کے بلند میدان بیدار پر پہنچی، بیدار کی بلندی سے جب میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو جہاں تک میری نظر جاتی تھی، حضورؐ کے دائیں بائیں آگے پیچھے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ کچھ سوار تھے اور کچھ پیدل۔ خدا کے رسولؐ ہمارے درمیان موجود تھے، اور آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا، اور آپ قرآن کے مفہوم اور مطلب کو خوب سمجھتے تھے، لہذا حکم خداوندی کے تحت آپ جو کچھ بھی کرتے تھے، ہم لوگ بھی وہی کرتے یہاں پہنچ کر آپ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔

بَيِّنَاتٍ لِّلَّهِمَّ بَيِّنَاتٍ، لَّبَيِّنَاتٍ لَّا شَرِيكَ لَكَ لَبَيِّنَاتٍ اِنَّ اَلْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُغْلَبَ لَّا شَرِيكَ لَكَ۔

تیرے حضور حاضر ہوں اسے اللہ! تیرے حضور حاضر ہوں، تیری لپکا پر تیرے در پر حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک حمد و شکر کا مستحق تو ہی ہے۔ احسان و انعام کرنا تیرا ہی حق ہے، اقتدار تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“

پھر رسول اللہ کے ساتھیوں نے بھی اسے جوں کا توں دہرایا۔ ہر اونچائی پر چڑھتے، ہر موڑ سے مڑتے اور ہر وادی میں اترتے وقت بلند آواز سے تین تین بار تکبیر کہتے اور باقی تلبیہ راستے میں متواتر و مسلسل اسی تلبیہ کو دہراتے چلے جاتے۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا اس سفر میں ہماری نیت دراصل حج ادا کرنے کی تھی، عمرہ ہمارے پیش نظر نہ تھا، یہاں تک کہ ہم سب لوگ رسول اللہ کی معیت میں بیت اللہ پہنچے، حضورؐ باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے جب کعبہ کو دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ رُدُّ هَذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْلِيْمًا

یعنی اسے اللہ اس گھر کی بزرگی اور عزت اور زیادہ کر۔

پھر حضورؐ نے سب سے پہلے حجرِ اسود کا استلام کیا، پھر طواف شروع کیا۔ اور پہلے تین چکروں میں آپؐ نے رمل (چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر جلدی جلدی چلنا) فرمایا۔ پھر چار چکروں میں معمولی رفتار سے چلے۔ پھر آپؐ مقامِ ابراہیمؑ پر آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّينَ

اور مقامِ ابراہیمؑ کو اپنے لئے عبادت گاہ قرار دے لو۔

پھر اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقامِ ابراہیمؑ آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان میں تھا یہاں آپؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ ان دو رکعتوں میں آپؐ نے "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" کی قرأت فرمائی۔ پھر آپؐ حجرِ اسود کے پاس لوٹ کر آئے۔ حجرِ اسود کو چوم کر ایک روانے سے صفا کی طرف چلے جب صفا کے بالکل قریب پہنچے تو آپؐ نے آیت پڑھی،

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ

(بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں)

اور فرمایا۔ اَبْدُ اِبْرَاهِيمَ بَدَأَ اللَّهُ بِهِ۔ میں صفا سے اپنی سعی شروع کرتا ہوں، جس طرح اللہ نے اس آیت میں اس کے ذکر سے شروع کیا ہے پس آپؐ پہلے صفا پر آئے اور صفا پر اتنے اونچے تک چڑھے کہ بیت اللہ آپؐ کو صاف نظر آنے لگا اور آپؐ قبلے کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ توحید اور تکبیر میں مصروف ہو گئے اور آپؐ نے پڑھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُكْمُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا نَجُونَ عِندَهُ وَتَصَّعَّدُ وَهَنًا مَّ الْأَخْزَابَ وَحْدَهُ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اس نے اپنے بندے محمدؐ رسول اللہؐ کو کامیاب کیا اور اس نے ہی کفار کے لشکروں کو شکست دی۔

تین بار آپ نے یہ کلمات دہرائے اور ان کے درمیان دعا مانگی، پھر آپ صفا سے نیچے آئے اور مردہ کی طرف چلے اور مردہ پر بھی وہی کچھ کیا، جو صفا پر کیا تھا، یہاں تک کہ آپ سات چکر پورے کئے مردہ پر پہنچے تو آپ نے اپنے رفقاء سفر سے خطاب فرمایا، آپ اور مردہ پر تھے اور ساتھی نیچے نشیب میں تھے۔

اگر مجھ سے پہلے سے اس بات کا علم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں ہدی (قربانی) کا جانو ساتھ نہ لاتا اور اس طوافِ دسمی کو عمرے کی سعی و طواف قرار دے کر احرام کھول دیتا۔ البتہ تم میں سے جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ نہ لائے ہوں وہ احرام کھول ڈالیں اور حج کے بجائے اس طوافِ دسمی کو عمرہ قرار دے لیں۔“

یہ سن کر سراقہ ابن مالک کھڑے ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ! یہ حکم اسی سال کے لئے ہے یا اب ہمیشہ کے لئے ہے، نبی صادق نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں اسی طرح ڈالیں اور فرمایا، عمرہ حج میں اسی طرح داخل ہو گیا، صرف اسی سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

حضرت جابرؓ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا: علیؓ میں سے رسول اللہ کے لئے مزید قربانی کے جانور لے کر مکہ معظمہ پہنچے تو انہوں نے حضرت فاطمہؓ کو احرام کھولے ہوئے بیٹھنے کیڑے پہننے اور سرمہ لگانے ہوئے دیکھا۔ حضرت علیؓ کو یہ بات کچھ اچھی نہ لگی اور ناگواری کا اظہار کیا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا مجھے ابا جان نے اس کا حکم دیا تھا۔ یعنی میں نے رسول اللہ کے حکم سے احرام ختم کیا ہے، اس پر حضورؐ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا فاطمہؓ نے سچ کہا اور باطل سچ کہا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی۔ علیؓ نے جواب دیا میں نے کہا تھا اے اللہ میں بھی اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسولؐ نے باندھا ہے۔ رسول اللہ نے ان سے کہا میرے ساتھ ہدی ہے اس لئے میرے لئے احرام کھولنے کی گنجائش نہیں ہے اور چونکہ تم نے بھی وہی نیت کہی ہے جو میری ہے لہذا تمہارا سے لئے بھی

لے یعنی آیام حج میں عمرہ کرنا اور حج کے ساتھ ایک ہی سفر میں عمرہ کرنا باطل درست ہے۔

احرام کھون مناسب نہیں ہے؟

پس رسول اللہ کی ہدایت کے مطابق رسول اللہ اور ان لوگوں کے علاوہ جو ہدی ساتھ لائے تھے، باقی سب لوگوں نے احرام کھول دیتے اور بال کتروائے۔

پھر جب یوم الترویہ آیا یعنی ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ ہو گئی، تو سارے لوگ حج کا احرام باندھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے حضور اونٹ پر سوار تھے، آپ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب عشاء اور فجر کی پانچوں نمازیں ادا فرمائیں، فجر کی نماز کے بعد آپ منیٰ میں کچھ دیر اور ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا، تو آپ عرفات کی طرف روانہ ہوئے قریش کو یقین تھا کہ حضور مشعر حرام کے پاس جا کر ٹھہریں گے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش وہاں کچھ دیر ٹھہرا کرتے تھے، مگر حضور مشعر حرام (مزدلفہ) سے آگے بڑھ گئے اور عرفات میں پہنچ گئے جہاں حدود پر عزمہ کے مقام پر آپ کے حکم سے پہلے ہی ایک خیمہ نصب کر دیا گیا تھا، آپ نے اسی خیمے میں قیام فرمایا۔

ذوال آقاب کے بعد آپ اذہنی پر سوار ہوئے اور ذوالحجہ کے نشیب میں پہنچے، اور لوگوں کو خطاب فرمایا،

”وگو! ناحق کسی کا خون بہانا اور ناروا طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لئے حرام ہے باعلیٰ اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن اس مہینے میں اور اس شہر میں تم کسی کا خون کرنا یا مال چھیننا حرام سمجھتے ہو۔“

خوب سمجھ لو کہ دو جب ہلیت کی ساری چیزیں میرے قدموں کے نیچے پا مال ہو چکی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیتے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون یعنی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں جس کو قبیلہ ذیل کے لوگوں نے ایام رضاعت میں مار ڈالا تھا۔ اور (سنو) دور جاہلیت کے سارے سودی مطالبے اب سوخت ہو گئے، اس سلسلے میں بھی سب سے پہلے میں اپنے چچ عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبے ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں آج سے ان کے سارے سودی مطالبے ختم ہیں۔

اسے لوگو! خواتین کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر اپنے قید نکاح میں لیا ہے۔ اور ان سے لذت اندوزی اللہ کے کلمہ اور قانون ہی کے ذریعے تمہارے لئے حلال ہوئی ہے۔ تمہارا ان پر خاص حق یہ ہے کہ جس شخص کا تمہیں اپنے گھر میں آنا ناپسند ہو ان کو وہ تمہارے بستر پر بیٹھنے کا موقع نہ دیں اور اگر وہ یہ خطا کرے بیٹھیں تو تم ان کی خواب گاہوں میں انہیں نظر بند کر دو اور انہیں اتنی سزا دو جو کڑی نہ ہو (یعنی کوئی بڑی پسی نہ توڑ دو) اور اگر وہ اس سزا پر اپنے آپ کو روک لیں یعنی اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق کشادہ دلی سے ان کے لباس اور کھانے پینے کا اہتمام کرو۔ عورتوں کے بارے میں تمہیں اچھے سلوک کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہ تمہارے بھروسہ پر تمہارے پاس رکھی گئی ہیں۔ ان کا اپنا کچھ نہیں ہے۔ تم نے انہیں اللہ کو ضمانت میں رکھ کر حاصل کیا ہے۔

عقل سے کام لو! اے لوگو! اور میری بات سنو، میں نے تم کو ہر بات پہنچا دی ہے اور میں تمہارے درمیان وہ سرچشمہ ہدایت چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہے اور اس کی رہنمائی میں چلتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ سرچشمہ ہدایت ہے اللہ کی کتاب۔

اے لوگو! میری بات سنو اور جان لو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی ایک کا مال دوسرے پر جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے کچھ دے دے۔ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تم سے میرے بارے میں دریافت فرمائے گا (کہ میں نے خدا کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا یا نہیں؟) تاؤ — تم وہاں میرے بارے میں خدا کو کیا جواب دو گے؟ — حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے سب کچھ پہنچا دیا۔ اور آپ نے نصیح و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اس پر آپ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، پھر لوگوں کی طرف اس سے اشارہ کرتے ہوئے تین بار کہا:

آے اللہ تو بھی گواہ رہ میں نے تیرا پیغام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے گواہ ہیں کہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

اور پھر بلا ل نے اذان دی، اور اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھنے کے بعد آپ ٹھیک اس مقام پر آئے۔ جہاں وقت کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی قصور کا رخ اور صرٹو یا جد صرٹو بڑی چٹائیں ہیں اور سارا مجمع آپ کے سامنے ہو گیا، جس کے سب ہی لوگ پیدل تھے، آپ قبلہ ہو گئے اور آپ نے وہیں وقت فرمایا یہاں تک کہ آفتاب کے غروب کا وقت آ گیا اور شام کی زردی بھی ختم ہو گئی اور سورج باطل غروب ہو گیا تو اس وقت آپ (عرفات سے مزدلفہ کی طرف) روانہ ہوئے اور اسام بن زید کو آپ نے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ آپ نے اونٹ کی جہارتنی کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر پالان کے سرے سے لاجانا تھا (تاکہ کثیر مجمع میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو) آپ اپنے دائیں ہاتھ کے اٹکے سے لوگوں کو فرماتے جاتے تھے کہ آہستہ چلو! اطمینان سے چلو جب کسی بلندی پر سے گزر رہو تا تھا تو اونٹنی کی جہار کو ڈھیلا کر دیتے تھے تاکہ وہ آسانی سے چڑھ سکے۔ یہاں تک کہ آپ مزدلفہ میں پہنچ گئے اور (عشاء کے وقت) ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ حضور نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نقل نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد آپ آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور آرام فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی اور فجر کا وقت ہو گیا۔ صبح صادق ہوتے ہی آپ نے اذان اور اقامت کہلا کر فجر کی نماز اول وقت ادا فرمائی۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر آپ مشعر الحرام کے پاس تشریف لائے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کثیر، تمہیل اور توحید تیسوں میں مصروف ہو گئے اور دیر تک مصروف رہے جب خوب اُجالا ہو گیا تو طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ وہاں سے منیٰ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت آپ نے اپنی ناقہ کے پیچھے فضل بن عباس کو سوار کر لیا اور روانہ ہوئے جب آپ نے وادی محسر کے درمیان اونٹنی کو نمازین چلایا، وہاں سے آپ اس درمیانی راستہ سے چلے جو بڑے جبرے کے پاس جا کر نکلتا ہے پھر آپ نے اس جبرے کے قریب پہنچ کر جو درخت کے پاس تھا اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت آپ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔ ہر کنکری کلہ کی انھل کے اشارے سے ماری۔ جس طرح (عام طور پر) ٹھیکری پھینکی جاتی ہے اس کے بعد حضور لوٹ کر قربان گاہ (منحر) پر آ گئے اور تریٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے، باقی ۴ اونٹ حضرت علی کے حوالے گئے۔

جی کی قربانی حضرت علیؑ نے کی۔ آپؑ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہدایا کے اونٹوں میں شریک کر لیا تھا۔ پھر آپؑ کے حکم پر ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لے کر لگے دیگے میں پکا یا گیا۔ نبی صادق اور حضرت علیؑ نے اس گوشت میں سے تناول فرمایا اور شور با بھی پیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف چل دیئے۔ ظہر کی نماز آپؑ نے مکے میں پہنچ کر ادا کی۔ نماز ظہر سے فارغ ہو کر آپؑ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زم زم سے پانی پکھنچ پکھنچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا۔ ڈول نکال کر پلاؤ۔ اگر مجھے برائے شیشہ نہ ہوتا کہ (مجھے دیکھ کر) دوسرے لوگ تم سے زبردستی یہ خدمت چھین لیں گے تو میں خود اپنے ہاتھ سے تمہارے ساتھ زم زم سے ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپؑ کو ڈول بھر دیا تو آپؑ نے اس میں سے نوش فرمایا۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قربانی کے دن آپؑ نے اپنی سواری پر سے کسکریاں مارتے وقت فرمایا، لوگو! مجھ سے دین کے تمام مسائل اور حکام حج خوب لے لو۔ مجھے معلوم نہیں شاید میں اپنے اس حج کے بعد کالج نہ کر سکوں۔

رسول اللہ عرفات میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے۔ مزدلفہ میں ایک جگہ قیام فرمایا۔ منیٰ میں ایک مقام پر اونٹ ذبح کئے۔ آپؑ کو خیال آیا کہ کہیں میرے بعد لوگ میرے موقف ہی کو موقف قرار نہ دے لیں اور دوسری جگہ کھڑے نہ ہوں اور پھر سارے حجاج کو ایک ہی جگہ کھڑا ہونا مشکل ہو جائے، اس لئے فرمایا: میں نے اس جگہ قربانی کی ہے لیکن یاد رہے کہ منیٰ سارے کا سارا ہی قربان گاہ ہے پس جو جہاں قیام پذیر ہے وہ وہیں قربانی کرے۔ اپنے خیموں میں ہی ذبح کرے۔ اگرچہ میں عرفات میں یہاں کھڑا ہوں لیکن عرفات تمام کا تمام کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ بیشک میں مزدلفہ میں اس جگہ کھڑا ہوں لیکن سارا میدان مزدلفہ ہی کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔

۱۔ مسلم، ابی داؤد، عن حفص بن محمد بن ابراہیم
۲۔ مسلم

رہی حجار کے دوران ارشاد فرمایا:

”لوگو! شیطان کو ننگریاں مارو، تو چھوٹی چھوٹی مارو، جیسے ٹھنکریاں مارتی ہیں، دین کے امور میں مبالغہ نہ کرو کہ تم میں سے اعلیٰ امتوں کو اسی غلو نے ہلاک کر دیا۔“

آپ نے عرفات میں ارشاد فرمایا:

”لوگو! (سن لو) یقیناً ہر گھر پر ہر سال بقر عید کی قربانی ہے (ابن ماجہ) آپ جب حجرہ عقبیٰ کو ننگریاں مار کر واپس ہوتے، تو اونٹ پر تھے۔ حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ ساتھ تھے، فرمایا: اگر (حکومت کی طرف سے) تم پر کوئی سیاہ قام چھٹی ناک والا غلام بھی امیر (حاکم) بنا دیا جائے اور وہ تمہاری کتاب اللہ کے ساتھ قیادت کرے، تو تم اس کی سنتے اور مانتے رہو۔“
(صحیح مسلم)

آپ نے کانے گورے کی تمیز اڑادی اور سب کو ایک ہی لڑھی میں پرودیا۔

ارشاد فرمایا:

”کسی عرب کو غیر عرب پر، اور کسی غیر عرب کو عرب پر کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں کہ تم سب (ایک باپ) حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، اس لحاظ سے تم سب آپس میں برابر ہو۔ (سنو) حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے تھے (اس لئے ذات پات، رنگ، نسل اور وطن وغیرہ کا فخر و غرور کوئی شے نہیں) پھر دین نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ ہر مسلمان (خواہ کسی قوم اور وطن کا ہو) مسلمان ہو کر تمہارا بھائی بن جاتا ہے۔ تمہارے غلام، تمہارے غلام ہیں، جو خود کھاتے ہو، انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنتے ہو، انہیں پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے اور تم اس لغزش سے درگزر نہ کر سکو تو اللہ کے بندوں کو دوسروں کے حوالے کر دو مگر انہیں عذاب نہ دو۔“
اُسے لوگو (سنو) اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق متعین کر دیا ہے اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے

۱۰ ابن ماجہ، نسائی

۱۱ ابن سعد جزاء اقل مقسم دوم

۱۲ ابن ماجہ، ابن اسحق، جز ۲، ۳۵۲ -

حضرت عمرو بن فارح نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر سوار تھے، وہ جگانی کر رہی تھی، اس کا لعاب میرے مونڈھوں کے درمیان ٹپک رہا تھا، اس وقت حضور نے ارشاد فرمایا:

سُنو! اولادِ صاحبِ بستر کی ہے اور عاہرِ محروم ہے، اور لڑائی کے لئے رجم ہے، جس نے اپنے آباؤ اجداد کے سوا کسی اور سے اپنا نصب جوڑا یا اصل موالی کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی، اس پر اللہ کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے، سب لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس کی توبہ قبول ہے نہ فدیہ اور نہ فرض نہ نفل یا فرمایا نہ نفل نہ فرض۔

دادی خیف میں ارشاد ہوا:

اللہ تعالیٰ اسے تروتانہ رکھے جو میری حدیثیں سُنے، پھر انہیں دوسروں تک پہنچائے، کیونکہ بعض عالمِ ناسمجھ بھی ہوتے ہیں اور بالعموم یہ بھی ہوتا ہے کہ جنہیں یہ حدیثیں پہنچائیں وہ ان سے زیادہ سمجھدار بڑے مسلمانوں یا دیکھو، یہ تین باتیں ہیں مسلمان کا دل دان میں کبھی بھی خیانت نہیں کرتا۔ ایک تو عمل کا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا۔ دوسرے مسلمان حکمران کی خیر خواہی کرنا، تیسرے مسلمانوں کی جمیعت و جماعت کو لازم پکڑنا کہ ان کی دعائیں سب پر محیط ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ عرفات میں اُذُنِٹِی پر سوار تھے کہ ارشاد فرمایا:

”وگو، قیامت کے روز میں تمہارا امیر سامان ہوں گا، اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا (شرک، بدعت اور دیگر بد اعمالیوں کے سبب) مجھے اللہ کے سامنے، رسوا نہ کر دینا، خبردار! میں (خدا کی مرضی سے) شفاعت کر کے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے چھڑانے والا ہوں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے الگ کر دیئے جائیں گے (کیونکہ خدا ان کی شفاعت کی مجھے اجازت ہی نہیں دے گا) میں کہوں گا بھی کہ خدا دنا، یہ تو میرے امتی ہیں، لیکن خدا فرمائے گا۔ (میرے رسول) تجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد (دین میں) کیا کیا بدعتیں نکال لی تھیں“

(ابن ماجہ)

حضرت حارث بن برمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں جہرتیں کے درمیان فرماتے ہوئے سنا،

”جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا حق چھوٹی قسم کھا کر مارے وہ دوزخ میں جائے گا۔ (خبر دہا) جو تم میں سے یہاں موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو میری یہ باتیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔“ ^۱میرسی باتیں اچھی طرح سمجھ لو، میں تمہیں (آخری) تبلیغ کر رہا ہوں، الوداعی پیغام دے رہا ہوں (سنو،) میں تمہیں ایسی چیزیں دے چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوط محاسبے رکھا تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے، کبھی نہ بھٹکو گے، اصلاً نہ بہکو گے، ہاں وہ چیز (سورج) کی مانند روشن ہے، اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میدانِ عرفات میں سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا، رسول اللہ نے حضرت بلال کو فرمایا، لوگوں سے کہہ دو کہ خاموش ہو جائیں، تاکہ میں انہیں کچھ سنائوں حضرت بلال نے لوگوں کو کہا کہ حضور کچھ فرمانا چاہتے ہیں، خاموشی سے سنو، اس پر تمام سہمہ تن گوش ہو گئے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا،

”وگو! میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام ابھی آئے، میرے پروردگار کا سلام لائے اور کہا خداوند تعالیٰ نے اہل عرفات کو اور مشعر الحرام واؤں کو بخش دیا۔ انسان کے باہمی قصوروں کا بھی خاص ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا یہ فیصلت خاص ہمارے ہی لئے ہے؟ حضور نے فرمایا تمہارے لئے بھی ہے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں (حجاج) کے لئے بھی۔ اس پر حضرت عمر (فرط مسرت سے) پکار اٹھے۔ خدا کا فضل اور اس کی بخشش بے حساب ہے (دیباچے رحمت طیفانی پر ہے) (ترغیب ترہیب)

اے وگو! سنو! آج کا دن حرمت والا ہے اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) بھی حرمت والا ہے پس تمہارے خون، تمہارے مال، تمہارے مفاد اور تمہاری آبرویتیں تم پر، قیامت کے دن تک جبکہ تم

اپنے رب سے ملو۔ تم پر باطل اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن یہ ہمینہ اور یہ شہرتم پر حرام ہے۔ حتیٰ کہ مسلمان کو بڑے ادا سے دھکا دینا بھی حرام ہے۔ لوشنو! اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ مسلمان کون ہے؟ وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ (کی بڑائی) سے مسلمان سلامت رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے مسلمانوں کے مال اور ان کی جانیں امن میں ہوں (اور یاد رکھو) مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو پھوڑے۔ اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کر کے اس کو خدا کی فرمان برداری میں لگا دے۔

شنو! تم اپنے رب کے حضور جب حاضر ہو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے، وہ اسے لوٹا دے۔
اے لوگو! تمہارے اس ملک میں شیطان آج کے بعد اپنی پستش سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکا ہے۔ البتہ دوسری باتوں میں اس کی پیروی یہاں ضرور ہوگی اور وہ اس پیروی کو کافی سمجھ بیٹھا ہے۔ خلاصہ اپنے اعمال کا محاسبہ کر دو اور اسے خوش ہونے کا موقع نہ دو خصوصیت سے دین کے معاملات میں اس سے دور دور رہو۔

اے لوگو! انسی کفر میں اضافہ کا موجب بھی بنتا ہے اس کے سبب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، گمراہ ہوئے تھے، وہ ایک مال کو حلال قرار دیتے اور دوسرے کو حرام بنا کر اللہ کی قائم کردہ حرمت کی مدت کو مشتبه بنا دیں پھر اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال کر لیں۔ اور اللہ کی حلال کردہ شے کو حرام کر دیں۔ وقت گھومتا رہتا ہے، لوٹ لوٹ کر آتا ہے۔ جیسے کہ وہ دن لوٹتا ہے جب اللہ نے آسمان زمین پیدا کئے۔ یاد رکھو، اللہ کے نزدیک ایک سال میں بارہ مہینے ہیں جس میں چار حرمت والے ہیں۔ ان میں تین بچے مدھے ہیں۔ ایک جب ہے جو شعبان اور جادے کے مابین ہے یا در کھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے۔ حتیٰ کہ آپ کی انگلیوں کی سفیدی دکھائی دی اور فرمایا:

خداوند! گواہ رہ میں نے تیرا دین پہنچا دیا ۴